بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز صدورِ ٹیکس بار ایسوسی ایشنز، ملک بھر سے تشریف لانے والے معزز اراکینِ بار، ممتاز مہمانانِ گرامی، خواتین و حضرات!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اس باوقار اجتماع سے خطاب کرنا میرے لیے باعثِ مسرت بھی ہے اور باعثِ اعزاز بھی۔

سب سے پہلے میں پاکستان کی ٹیکس بار کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔

عام طور پر جب ٹیکس نظام کا ذکر ہوتا ہے تو توجہ حکومت اور ٹیکس دہندگان پر مرکوز رہتی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان اعتماد کا جو پل قائم ہوتا ہے، اس کی تعمیر میں سب سے اہم کردار ٹیکس بار ادا کرتی ہے۔

آپ صرف مقدمات کی پیروی نہیں کرتے۔

آپ کاروباری اداروں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

آپ شہریوں کو قانون کی صحیح تفہیم فراہم کرتے ہیں۔

آپ رضاکارانہ ٹیکس تعمیل کو فروغ دیتے ہیں۔

اور جب کسی شہری کے ساتھ ناانصافی ہو تو اس کی آواز بن کر قانون کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔

اس اعتبار سے آپ محض وکلا نہیں، بلکہ پاکستان کے ٹیکس نظام کے اہم شراکت دار ہیں۔

خواتین و حضرات!

میں آج یہاں وفاقی ٹیکس محتسب کی سالانہ کارکردگی بیان کرنے نہیں آیا۔

نہ ہی میرا مقصد یہ ہے کہ گزشتہ ایک سال کے دوران کیے گئے اقدامات کی فہرست آپ کے سامنے رکھوں۔

میں آج آپ کے ساتھ ایک سوچ، ایک تجربہ اور ایک وژن بانٹنا چاہتا ہوں۔

وہ وژن یہ ہے کہ ہم پاکستان میں ایسا ٹیکس نظام کیسے قائم کریں جس میں صرف قانون کی عملداری ہی نہ ہو بلکہ عوام کا اعتماد بھی شامل ہو۔

میرے نزدیک یہی ہمارے دور کا سب سے بڑا سوال ہے۔

دنیا بھر میں ٹیکس انتظامیہ کا تصور بدل رہا ہے۔

ایک وقت تھا جب کسی بھی ٹیکس ادارے کی کامیابی صرف اس بات سے ناپی جاتی تھی کہ
.اس نے کتنا ریونیو جمع کیا
.آج صورتِ حال مختلف ہے
.آج کامیاب ٹیکس نظام وہ سمجھا جاتا ہے جو شفاف ہو'منصفانہ ہو
.قابلِ پیش گوئی ہو
جو شہری کے ساتھ عزت و احترام کا برتائو کرے
.اور جس پر ٹیکس دہندہ اعتماد کر سکے
.ریونیو قانون کی طاقت سے وصول کیا جا سکتا ہے
.لیکن عوام کا اعتماد صرف انصاف سے حاصل کیا جا سکتا ہے
اور جس نظام سے اعتماد اٹھ جائے، وہاں مقدمات بڑھتے ہیں، تنازعات جنم لیتے ہیں،
.رضاکارانہ تعمیل کم ہوتی ہے اور بالآخر خود ریاست کو بھی نقصان پہنچتا ہے
.اس لیے ہمارا اصل ہدف صرف ٹیکس جمع کرنا نہیں ہونا چاہیے
.ہمارا اصل ہدف ایسا ٹیکس نظام تشکیل دینا ہونا چاہیے جس پر عوام اعتماد کریں
! خواتین و حضرات
.اکثر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ٹیکس نظام صرف دو فریقوں پر مشتمل ہے.ایک ٹیکس دہندہ
.اور دوسرا ٹیکس وصول کرنے والا ادارہ
.میرے نزدیک یہ تصور مکمل نہیں
.درحقیقت ایک موثر ٹیکس نظام تین اہم اداروں کے باہمی تعاون سے وجود میں آتا ہے
.فیڈرل بورڈ آف ریونیو قانون پر عمل درآمد کرتا ہے
ٹیکس بار شہریوں اور کاروباری اداروں کو قانون سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اپنے
.قانونی حقوق کے تحفظ میں معاونت فراہم کرتی ہے
اور وفاقی ٹیکس محتسب اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرتا ہے کہ انتظامی اختیارات
.استعمال کرتے وقت کسی شہری کے ساتھ ناانصافی، غیر ضروری تاخیر یا بدانتظامی نہ ہو
.ان تینوں اداروں کی ذمہ داریاں الگ الگ ہیں
.لیکن مقصد ایک ہی ہے
ایک ایسا ٹیکس نظام جو ریاست کے مالی مفادات کا بھی محافظ ہو

اور شہری کے وقار اور حقوق کا بھی امین ہو۔

اسی لیے میں ہمیشہ یہ سمجھتا رہا ہوں کہ فیڈرل بورڈ آف ریونیو، ٹیکس بار اور وفاقی ٹیکس محتسب ایک دوسرے کے مخالف ادارے نہیں۔

یہ پاکستان کے بہتر ٹیکس نظام کے لیے ایک ہی سفر کے تین شریکِ کار ہیں۔

ہماری آرا مختلف ہو سکتی ہیں۔

ہماری ذمہ داریاں مختلف ہو سکتی ہیں۔

لیکن ہمارا قومی مقصد ایک ہی ہے۔

شفاف، منصفانہ اور قابلِ اعتماد ٹیکس نظام۔

خواتین و حضرات!

وفاقی ٹیکس محتسب کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے ایک بات میرے ذہن میں روز بروز زیادہ مضبوط ہوتی گئی۔

میرے نزدیک ہر شکایت صرف ایک فرد کی شکایت نہیں ہوتی۔

ہر شکایت ایک سوال بھی اٹھاتی ہے۔

آخر ایسا کیا ہوا کہ یہ شکایت پیدا ہوئی؟

کیا قانون میں کوئی ابہام تھا؟

کیا طریق کار میں کوئی کمزوری تھی؟

کیا اداروں کے درمیان رابطے کا فقدان تھا؟

کیا غیر ضروری تاخیر ہوئی؟

یا پھر انتظامی نظام میں کوئی ایسی خامی تھی جسے دور کیا جا سکتا تھا؟

جب ہم اس زاویے سے سوچتے ہیں تو شکایت صرف ایک مقدمہ نہیں رہتی۔

وہ پورے انتظامی نظام کے لیے ایک سبق بن جاتی ہے۔

میں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ صرف شکایت کا فیصلہ نہ کیا جائے بلکہ اس سے سبق بھی حاصل کیا جائے۔

کیونکہ اگر ایک شکایت سے ہم نظام کی اصلاح کر دیں تو صرف ایک شہری نہیں بلکہ ہزاروں شہری مستقبل میں ایسی پریشانی سے بچ سکتے ہیں۔

میرے نزدیک یہی ایک محتسب کا اصل کردار ہے۔

صرف تنازع کا فیصلہ کرنا نہیں
بلکہ ایسے اسباب کو تلاش کرنا جو تنازعات کو جنم دیتے ہیں، اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرنا۔

آج میں آپ کے سامنے اسی سوچ کو مزید آگے بڑھانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

کیونکہ میرا یقین ہے کہ پاکستان کے ٹیکس نظام کا بہتر مستقبل صرف قوانین سے نہیں، بلکہ اداروں کے باہمی اعتماد، تعاون اور مسلسل اصلاح سے وابستہ ہے۔

خواتین و حضرات!

اب میں براہِ راست اپنے معزز دوستوں، پاکستان کی ٹیکس بار سے چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔

میں آپ کو صرف وکلا کے طور پر نہیں دیکھتا۔

میں آپ کو ریاست کے ٹیکس نظام کے ایسے محافظ سمجھتا ہوں جنہیں شاید خود بھی اپنی اصل اہمیت کا مکمل اندازہ نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی ٹیکس دہندہ کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے تو سب سے پہلے اس کی خبر ٹیکس بار کو ہوتی ہے۔

جب کسی شہری کو غیر ضروری طور پر دفاتر کے چکر لگوائے جاتے ہیں۔

جب کسی قانونی حق کے حصول میں بلاجواز تاخیر ہوتی ہے۔

جب اپیل کا فیصلہ ہونے کے باوجود اس پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔

جب غیر ضروری نوٹس جاری کیے جاتے ہیں۔

جب قانون سے زیادہ طریق کار شہری کے لیے عذاب بن جاتا ہے۔

تو سب سے پہلے اس تکلیف کو آپ محسوس کرتے ہیں۔

اسی لیے میں سمجھتا ہوں کہ ٹیکس بار صرف مقدمات لڑنے والا طبقہ نہیں۔

بلکہ ٹیکس نظام کی نبض پر ہاتھ رکھنے والا ادارہ ہے۔

میں آپ سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جب بھی کوئی مقدمہ آپ کے پاس آئے تو صرف یہ نہ سوچیں کہ اس مقدمہ میں آپ کے موکل کو کیا ریلیف مل سکتا ہے۔

یہ بھی سوچیں کہ آخر وہ خرابی کیا تھی جس نے اس تنازع کو جنم دیا۔

اگر یہی خرابی سینکڑوں دوسرے ٹیکس دہندگان کو بھی متاثر کر رہی ہے تو پھر یہ صرف ایک مقدمہ نہیں رہا۔

یہ پورے نظام کی اصلاح کا معاملہ بن جاتا ہے۔

خواتین و حضرات!

میرے نزدیک وفاقی ٹیکس محتسب کے بارے میں ایک غلط فہمی بہت عرصے سے موجود ہے۔

اکثر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جب تمام قانونی فورمز سے مایوسی ہو جائے تب شاید وفاقی ٹیکس محتسب سے رجوع کیا جائے۔

میں نہایت احترام سے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ تصور درست نہیں۔

وفاقی ٹیکس محتسب اپیل کا ایک اور فورم نہیں ہے۔

ہم یہ فیصلہ نہیں کرتے کہ کسی پر کتنا ٹیکس واجب الادا ہے۔

ہم یہ بھی فیصلہ نہیں کرتے کہ اسیسمنٹ درست تھی یا غلط۔

یہ اختیار قانون نے دیگر فورمز کو دیا ہے۔

ہمارا دائرہ اختیار مختلف ہے۔

ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ انتظامیہ نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے شہری کے ساتھ انصاف کیا یا نہیں۔

یہ فرق بظاہر بہت معمولی معلوم ہوتا ہے۔

لیکن حقیقت میں یہی فرق وفاقی ٹیکس محتسب کی شناخت ہے۔

ٹیکس کا تنازع ایک چیز ہے۔

انتظامی بدانتظامی بالکل دوسری چیز ہے۔

یہ دونوں ایک دوسرے کا بدل نہیں۔

فرض کیجیے کسی اسیسمنٹ کے خلاف اپیل زیرِ سماعت ہے۔

یہ معاملہ متعلقہ فورم طے کرے گا۔

لیکن اگر اسی دوران اپیل کا حکم نافذ نہیں کیا جا رہا ۔

ریفنڈ بلاجواز روکا جا رہا ہے۔

غیر ضروری تاخیر سے شہری کو اذیت پہنچ رہی ہے

یا انتظامیہ ایسا طرزِ عمل اختیار کر رہی ہے جو قانون کی منشا کے مطابق نہیں

تو یہ ٹیکس کا تنازع نہیں.

یہ انتظامی انصاف کا سوال ہے.

اور یہی وہ مقام ہے جہاں وفاقی ٹیکس محتسب اپنا آئینی کردار ادا کرتا ہے.

میرے عزیز دوستو!

آپ میں سے بہت سے حضرات میرے سامنے مقدمات میں پیش ہوتے رہے ہیں.

شاید آپ نے ایک بات محسوس کی ہو.

میں اکثر ایسے سوالات پوچھتا ہوں جو نہ شکایت کنندہ نے اٹھائے ہوتے ہیں اور نہ ہی محکمہ نے.

بعض اوقات میں خود کسی قانونی پہلو کی طرف توجہ دلاتا ہوں.

کبھی میں متعلقہ افسر سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا قانونی راستہ موجود نہیں جس سے ایک شہری کی مشکل فوری طور پر دور کی جا سکے.

اور بعض اوقات میں شکایت کنندہ کے وکیل سے کہتا ہوں کہ شاید قانون میں ایک اور راستہ بھی موجود ہے، اس پر بھی غور کیجیے.

میں ایسا کیوں کرتا ہوں؟

اس لیے کہ میرے نزدیک محتسب صرف فریقین کے دلائل سننے والا نہیں ہوتا.

اس کا فرض اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے.

اسے یہ اطمینان بھی کرنا ہوتا ہے کہ کہیں انصاف تک پہنچنے کا کوئی جائز راستہ ہماری نظروں سے اوجھل تو نہیں رہ گیا.

میں یہ بات پوری ذمہ داری سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ اگر قانون کسی شہری کو ریلیف دینے کی اجازت دیتا ہے تو وہ راستہ تلاش کیا جائے.

خواہ وہ راستہ خود شکایت کنندہ نے نہ بھی بتایا ہو.

اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ محتسب کسی ایک فریق کا وکیل بن جاتا ہے.

نہیں.

وفاقی ٹیکس محتسب نہ حکومت کا وکیل ہے اور نہ ہی ٹیکس دہندہ کا.

وہ صرف انصاف، قانون اور اچھی انتظامیہ کا وکیل ہے.

ایسے بھی مواقع آئے جب قانون نے مجھے کسی شکایت یا نظرثانی درخواست کو منظور کرنے کی اجازت نہیں دی۔

میں نے قانون کی پابندی کی۔

لیکن میں نے یہیں اپنے آپ کو نہیں روکا۔

میں نے ہمیشہ یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ کیا قانون کے اندر رہتے ہوئے کوئی دوسرا راستہ موجود ہے جس سے شہری کی جائز مشکل کم ہو سکے۔

میرے نزدیک انصاف صرف درخواست منظور کرنے کا نام نہیں۔

بعض اوقات انصاف یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک شہری کو صحیح راستہ دکھا دیا جائے۔

بعض اوقات انصاف یہ بھی ہوتا ہے کہ انتظامیہ کو یہ احساس دلایا جائے کہ قانون کا مقصد شہری کو غیر ضروری تکلیف دینا نہیں۔

خواتین و حضرات!

میں آپ سب سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

وفاقی ٹیکس محتسب کو آخری دروازہ نہ سمجھیں۔

اسے بروقت انتظامی انصاف کا دروازہ سمجھیں۔

جہاں بھی مسئلہ ٹیکس کی مقدار کا نہیں بلکہ انتظامی طرزِ عمل کا ہو۔

جہاں بھی شہری غیر ضروری مشکلات کا شکار ہو۔

جہاں بھی قانون موجود ہو مگر اس پر عمل نہ ہو رہا ہو۔

وہاں اس ادارے سے رجوع کرنے میں تاخیر نہ کیجیے۔

میرا یقین ہے کہ بروقت انتظامی انصاف نہ صرف ایک شہری کو ریلیف دیتا ہے بلکہ آئندہ بے شمار تنازعات کو جنم لینے سے بھی روک دیتا ہے۔

اور یہی ایک مضبوط، منصفانہ اور عوام دوست ٹیکس نظام کی بنیاد ہے ۔

خواتین و حضرات!

میں نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ میرے نزدیک ہر شکایت دو پیغامات اپنے اندر رکھتی ہے۔

ایک پیغام اس شہری سے متعلق ہوتا ہے جسے فوری انصاف درکار ہوتا ہے۔

اور دوسرا پیغام اس نظام سے متعلق ہوتا ہے جسے اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر ہم صرف پہلی ذمہ داری پوری کریں تو ہم ایک مقدمہ نمٹا دیتے ہیں۔

.لیکن اگر ہم دوسری ذمہ داری بھی پوری کریں تو ہم ایک نظام بہتر بنا دیتے ہیں
میں نے وفاقی ٹیکس محتسب کی ذمہ داری کو ہمیشہ اسی دوسرے زاویے سے بھی دیکھنے کی کوشش کی ہے.
میری خواہش یہ رہی ہے کہ وفاقی ٹیکس محتسب صرف شکایات سننے والا ادارہ نہ رہے بلکہ ایسا ادارہ بنے جو ہر شکایت سے کچھ سیکھے اور اس سیکھے ہوئے سبق کو نظام کی بہتری میں تبدیل کرے.
میں اکثر اپنے رفقا سے کہا کرتا ہوں کہ
شکایت کو صرف شکایت نہ سمجھیں، یہ ہمیں نظام کی کسی خامی کی نشاندہی کر رہی ''
ہوتی ہے.'' اسی سوچ نے ہمارے کام کرنے کا انداز بدل دیا.
ہم نے صرف یہ نہیں دیکھا کہ شکایت کنندہ کو کیا ریلیف دیا جا سکتا ہے.
ہم نے یہ بھی جاننے کی کوشش کی کہ آخر وہ کون سی انتظامی کمزوری تھی جس نے اس شکایت کو جنم دیا.
!خواتین و حضرات
.مجھے رفتہ رفتہ یہ احساس ہوا کہ بہت سے مسائل قانون کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتے
بلکہ اداروں کے درمیان رابطے کی کمی
طریقہ کار کی پیچیدگی
معلومات کے تبادلے میں رکاوٹ
.یا پرانے انتظامی طریقوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں
.یعنی مسئلہ قانون سے زیادہ انتظامیہ کا ہوتا ہے
.چنانچہ ہم نے ایک نئی روایت قائم کرنے کی کوشش کی
جہاں بھی ہمیں کسی شکایت کے ذریعے کوئی نظامی کمزوری نظر آئی، وہاں ہم نے صرف فیصلہ صادر کرنے پر اکتفا نہیں کیا.
ہم نے فیڈرل بورڈ آف ریونیو کی اعلی قیادت کو خفیہ اور تعمیری نوعیت کی سفارشات بھی ارسال کیں تاکہ ان خامیوں کو مستقل بنیادوں پر دور کیا جا سکے.
.میں اس موقع پر ایک بات پوری وضاحت سے کہنا چاہتا ہوں
.ان سفارشات کا مقصد کسی ادارے پر تنقید نہیں تھا

ان کا مقصد کسی افسر کی نشاندہی کرنا بھی نہیں تھا.
ان کا مقصد صرف ایک تھا.
اگر ایک خامی آج ہماری نظر میں آ گئی ہے تو اسے خاموشی سے دور کر دیا جائے تاکہ کل
ہزاروں ٹیکس دہندگان کو اسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے.
میرے نزدیک ادارے محاذ آرائی سے کم اور باہمی اعتماد سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں.
خواتین و حضرات!
مثال کے طور پر آئین کی اٹھارویں ترمیم کے بعد ٹیکس اختیارات کی تقسیم نے ایک نیا
انتظامی منظرنامہ پیدا کیا.
عملی طور پر بعض ایسے معاملات سامنے آئے جہاں وفاقی اور صوبائی اداروں کے درمیان
دائرہ اختیار کے بارے میں غیر یقینی کیفیت موجود تھی.
ہم نے اس معاملے کو کسی قانونی تنازع کے طور پر نہیں دیکھا.
ہم نے اسے بہتر انتظامی ہم آہنگی کا معاملہ سمجھا.
چنانچہ ایک مفصل مطالعہ تیار کر کے فیڈرل بورڈ آف ریونیو کو ارسال کیا گیا تاکہ نظام کو
مزید موثر بنایا جا سکے.
اسی طرح بعض شکایات نے ہمیں یہ بتایا کہ ریاست کے مختلف اداروں کے پاس معلومات
موجود ہونے کے باوجود وہ ایک دوسرے تک بروقت نہیں پہنچ پاتیں.
ٹیلی کمیونیکیشن کے شعبے سے متعلق معاملات میں یہی صورتحال سامنے آئی.
قانون موجود تھا.
اختیارات بھی موجود تھے.
لیکن اداروں کے درمیان موثر رابطے کے فقدان نے تحقیقات اور کارروائی کو سست کر رکھا
تھا.
وفاقی ٹیکس محتسب سیکرٹریٹ نے متعلقہ اداروں کو ایک میز پر بٹھایا، ان کے درمیان
رابطے کا ایک قابلِ عمل طریق کار وضع کرنے میں معاونت کی، اور یوں ایک ایسا مسئلہ جس
نے طویل عرصہ سے پیش رفت روک رکھی تھی، اس کے حل کی راہ ہموار ہوئی.
اس تجربے نے مجھے ایک اہم سبق دیا.
بعض اوقات مسئلہ قانون کی کمی نہیں ہوتا.

مسئلہ اداروں کے درمیان رابطے کی کمی ہوتا ہے۔

!خواتین و حضرات

ایک اور شکایت نے ہمیں ایک مختلف کمزوری کی طرف متوجہ کیا۔

ہم نے دیکھا کہ فیڈرل بورڈ آف ریونیو کے مختلف شعبوں کے پاس موجود معلومات ہمیشہ

ایک دوسرے کے موثر استعمال میں نہیں آتیں۔

مثلاً درآمدی معلومات ایک جگہ موجود تھیں، لیکن بعض معاملات میں وہی معلومات ریفنڈ یا

آڈٹ کے مراحل میں موثر طور پر استعمال نہیں ہو رہی تھیں۔

اس کا نتیجہ دو طرح سے نکل سکتا تھا۔

ریاست کو مالی نقصان بھی پہنچ سکتا تھا۔

اور ایک حقیقی ٹیکس دہندہ بھی غیر ضروری مشکلات کا شکار ہو سکتا تھا۔

یہ مسئلہ صرف کمپیوٹرائزیشن کا نہیں تھا۔

یہ مضبوط نظام کا مسئلہ تھا۔

آج کی دنیا میں معلومات ہونا کافی نہیں۔

درست معلومات کا درست وقت پر درست افسر تک پہنچنا زیادہ اہم ہے۔

!خواتین و حضرات

اسی طرح بعض شکایات کے جائزے کے دوران ایسے ریفنڈ کلیمز بھی سامنے آئے جن پر

مزید باریک بینی سے غور کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

میں یہاں ایک بنیادی اصول واضح کرنا چاہتا ہوں۔

ٹیکس دہندہ دوست انتظامیہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر دعوی بلا تحقیق منظور کر لیا جائے۔

اسی طرح ریاستی مفاد کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہر دعوی مشکوک سمجھ لیا جائے۔

اچھی انتظامیہ وہ ہے جو حقیقی حق دار کو بروقت ریلیف دے

اور قومی خزانے کو ناجائز ادائیگی سے بھی محفوظ رکھے۔

میرے نزدیک یہی توازن انصاف کہلاتا ہے۔

!خواتین و حضرات

ان تمام تجربات سے میں ایک نتیجے پر پہنچا ہوں۔

وفاقی ٹیکس محتسب کی کامیابی صرف اس میں نہیں کہ وہ کتنی شکایات کا فیصلہ کرتا ہے۔

بلکہ اس میں ہے کہ وہ ان شکایات سے کیا سیکھتا ہے.

اور اس سیکھے ہوئے سبق کو کس حد تک نظام کی اصلاح میں تبدیل کرتا ہے.

میں اکثر سوچتا ہوں کہ اگر ہر شکایت کے بعد نظام پہلے سے بہتر ہو جائے

تو شاید ایک دن شکایات خود بخود کم ہونا شروع ہو جائیں.

اور اگر ایسا ہو جائے تو یقین کیجیے، اس سے بڑی کامیابی کسی محتسب کے لیے نہیں ہو سکتی.

میرے نزدیک وفاقی ٹیکس محتسب کو صرف انصاف فراہم کرنے والا ادارہ نہیں ہونا چاہیے.

بلکہ اسے ”احتیاطی انتظامی انصاف“ کا علمبردار بننا چاہیے.

ایسا ادارہ جو صرف غلطیوں کی نشاندہی نہ کرے

بلکہ ان غلطیوں کے دوبارہ پیدا ہونے کے امکانات بھی کم کر دے.

یہی سوچ میرے نزدیک پاکستان کے ٹیکس نظام کا روشن مستقبل ہے.

خواتین و حضرات!

اب میں اپنی گفتگو سمیٹتے ہوئے صرف چند آخری گزارشات کرنا چاہتا ہوں.

ہم سب مختلف اداروں سے تعلق رکھتے ہیں.

ہماری ذمہ داریاں مختلف ہیں.

ہمارے اختیارات بھی مختلف ہیں.

لیکن اگر ہمارے دل میں پاکستان کا مفاد ایک ہے تو پھر ہمارا سفر بھی ایک ہی ہے.

میں پورے یقین سے سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا ٹیکس نظام صرف نئے قوانین سے بہتر نہیں ہوگا.

بلکہ اس وقت بہتر ہوگا جب اداروں کے درمیان اعتماد بڑھے گا .

جب ایک دوسرے کی نیت پر شبہ کرنے کے بجائے ایک دوسرے کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جائے گا.

جب اختلاف کو تصادم نہیں بلکہ اصلاح کا ذریعہ سمجھا جائے گا

اور جب ہر ادارہ اپنے آپ سے روزانہ یہ سوال کرے گا کہ

آج ہم نے ٹیکس دہندہ کے لیے کون سی آسانی پیدا کی ہے؟

میرے عزیز دوستو!

میں آپ، پاکستان کی ٹیکس بار، سے ایک خصوصی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

آپ صرف اپنے موکلوں کی نمائندگی نہ کریں۔

آپ پاکستان کے ٹیکس نظام کی بھی نمائندگی کریں۔

جہاں کہیں آپ کو کوئی نظامی کمزوری نظر آئے

جہاں کوئی طریق کار غیر ضروری مشکلات پیدا کر رہا ہو

جہاں کسی قانون کی انتظامی تشریح مزید وضاحت چاہتی ہو

جہاں ٹیکنالوجی آسانی پیدا کرنے کے بجائے نئی مشکلات پیدا کر رہی ہو

وہاں صرف تنقید نہ کیجیے۔

ہمارا ہاتھ بھی تھامیے۔

ہمیں آگاہ کیجیے۔

ہمیں رہنمائی دیجیے۔

کیونکہ ایک مضبوط ٹیکس نظام کسی ایک ادارے کی محنت سے نہیں بنتا۔

یہ ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

میں آج آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وفاقی ٹیکس محتسب کا ادارہ آئندہ بھی اسی جذبے کے ساتھ کام کرتا رہے گا۔

ہم ہر جائز شکایت کو پوری توجہ سے سنیں گے۔

ہم ہر شہری کو عزت اور احترام دیں گے۔

ہم ہر ممکن قانونی راستہ تلاش کریں گے تاکہ کسی مظلوم کو انصاف مل سکے۔

ہم جہاں مفاہمت ممکن ہوگی، وہاں اعتماد بحال کرنے کی کوشش کریں گے۔

اور جہاں بدعنوانی، اختیارات کے ناجائز استعمال یا بدانتظامی کے معتبر شواہد سامنے آئیں گے، وہاں بلا خوف و تردید قانون کے مطابق کارروائی کی سفارش کریں گے۔

اسی کے ساتھ ہم یہ کوشش بھی جاری رکھیں گے کہ ہر اہم شکایت سے ایک سبق حاصل کیا جائے

اور ہر سبق کو نظام کی اصلاح میں تبدیل کیا جائے۔

کیونکہ میرے نزدیک محتسب کی اصل کامیابی صرف فیصلوں کی تعداد میں نہیں بلکہ اس میں ہے کہ اس کی وجہ سے آئندہ شکایات کی ضرورت ہی کم ہوتی چلی جائے۔

!خواتین و حضرات

آج اس ہال میں موجود ہم سب شاید مختلف نقطہ نظر رکھتے ہوں.

لیکن مجھے یقین ہے کہ ایک مقصد پر ہم سب متفق ہیں.

ہم سب ایک ایسا پاکستان چاہتے ہیں

جہاں ٹیکس نظام شفاف ہو

قابلِ اعتماد ہو

منصفانہ ہو

سرمایہ کاری کے لیے سازگار ہو

اور جہاں ایک باعزت شہری کو اپنے جائز حق کے حصول کیلئے غیر ضروری دروازے نہ کھٹکھٹانے پڑیں.

مجھے امید ہی نہیں، بلکہ یقین ہے کہ جب ہم اگلے سال دوبارہ اسی طرح اکٹھے ہوں گے تو ہم میں سے ہر ایک اپنے حصے کا سفر طے کر چکا ہوگا.

فیڈرل بورڈ آف ریونیو مزید مضبوط ادارہ بن چکا ہوگا.

پاکستان کی ٹیکس بار مزید بااثر، مزید باوقار اور مزید موثر کردار ادا کر رہی ہوگی.

وفاقی ٹیکس محتسب مزید موثر انداز میں ٹیکس دہندگان کو بروقت انتظامی انصاف فراہم کر رہا ہوگا.

اور سب سے بڑھ کر

پاکستان کا ٹیکس دہندہ یہ محسوس کر رہا ہوگا کہ ریاست اس کی بات سنتی بھی ہے، اسے سمجھتی بھی ہے اور اس کے ساتھ انصاف بھی کرتی ہے.

اگر ہم سب نے مل کر اس سمت میں چند قدم بھی آگے بڑھا لیے تو یقین کیجیے

یہ صرف اداروں کی کامیابی نہیں ہوگی.

یہ پاکستان کی کامیابی ہوگی.

آخر میں، میں صرف ایک جملہ آپ کے دلوں میں چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں.

’’ایک مضبوط ٹیکس نظام وہ نہیں جس سے لوگ خوف کھائیں؛ ایک مضبوط ٹیکس نظام وہ ہے جس پر لوگ اعتماد کریں.‘‘

آئیے !

ہم سب مل کر ایسا پاکستان بنانے کا عہد کریں جہاں قانون کی طاقت کے ساتھ انصاف کی خوشبو بھی ہو

جہاں اختیار کے ساتھ جوابدہی بھی ہو

جہاں محصولات کے ساتھ اعتماد بھی ہو

اور جہاں ریاست اور شہری کے درمیان تعلق کی بنیاد صرف قانون نہیں بلکہ باہمی احترام بھی ہو۔

اللہ تعالی ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

پاکستان زندہ باد۔